بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چودہ (۱۴) ستارے

(معہ اضافہ)

یعنی

حضرات چہاردہ معصومین علیہم السلام کے حالاتِ زندگی

مؤلفہ

تاج المتکلمین نجم العلماء العظیمین مورخ یگانہ فخر العلماء حضرت حجۃ الاسلام الحاج مولانا مولوی السید نجم الحسن کراروی مدظلہ

جملہ اعلیٰ، پاکستان مجلس علماء، ممبر حج کمیٹی مرکزی حکومت پاکستان

ناشران

امامیہ کتب خانہ

مغل حویلی اندرون موچی دروازہ

لاہور

انھوں نے بڑھ کر لجام فرس پر ہاتھ ڈال دیا، اور کہا کہ میں کیا کہتی ہوں اور تو کیا کرتا ہے۔ یہ حال دیکھ کر سوار گھوڑے سے اتر پڑا اور زینب کو سینے سے لگا کر کہنے لگا۔ اے بیٹی میں تیرا باپ علی ہوں، میں تیری حفاظت کے لیے آیا ہوں۔ اے جانِ پدر تو بچوں میں جا تیری حفاظت کروں گا۔ زینب نے فریاد وفغاں شروع کر دی اور تمام واقعات بیان کیے الغرض جب یہ حشر آفریں شب تمام ہوئی تو حکم عمر سعد سے لشکریوں نے آکر آلِ رسولؐ کو گھیر لیا اور بلا محمل وکجاوہ کے ناقوں پر سوار ہونے کو کہا، چاروناچار رسول زادیاں ناقوں پر سوار ہوئیں، حال یہ تھا کہ سر کھلے ہوئے تھے، بال بکھرے ہوئے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ امام زین العابدین علالت کی وجہ سے چونکہ تاب وتواں نہ رکھتے تھے۔ اس لیے انھیں سوار ہونے میں تکلف تھا۔ شمر نے تازیانے سے اذیت پہنچائی اور فضہ نے دوڑ کر امام کو سوار ہونے میں امداد دی اور آپ ناقے پر سوار ہو گئے۔ لیکن طاقت نہ ہونے کی وجہ سے اُس کی پشت پر سنبھلنا سخت دشوار تھا۔ اس لیے دشمنانِ اسلام نے آپ کے پیروں کو ناقے کے پیٹ سے ملا کر باندھ دیا۔ (اسرار الشہادت ص۳۶۷)۔

پھر اس کے بعد اس قافلہ کو لے کر بارادہ کوفہ روانہ ہوئے اور غضب یہ کیا کہ ان رسول زادیوں کو مقتل کی طرف سے گزارا۔ مورخین کا بیان ہے کہ جیسے ہی یہ حسینی قافلہ مقتل میں پہنچا حشر کا سماں پیش ہو گیا۔ زینب نے اپنے کو ناقہ سے گرا دیا اور فریاد وفغاں کرنے لگیں۔ آپ نے کہا۔

"اے محمد مصطفےٰ جن پر ملائکہ آسمان سے درود بھیجتے ہیں۔ دیکھیے یہ حسینؑ خاک وخون میں آلودہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر چٹیل میدان میں پڑے ہیں آپ کی بیٹیاں و نواسیاں قیدی ہیں۔ آپ کی اولاد مقتول ہے اور ہوا ان پر خاک اڑا رہی ہے۔"

یہ درد ناک مرثیہ سن کر دوست دشمن کوئی ایسا نہ تھا جو رونے نہ لگا ہو۔ اس وقت ان لوگوں کو محسوس ہوا کہ وہ کس قدر شدید گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔ (الحسین ابو نصر ۱۵۵)

دمعہ ساکبہ میں ہے کہ زینب کی فریاد سے جانور بھی رونے لگے اور ان کی آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے۔ اسی طرح حضرت ام کلثوم بھی نوحہ وفریاد کر رہی تھیں اور جناب سکینہ بھی محو گریہ وماتم تھیں۔ بالآخر دشمنوں کے تشدد سے یہ قافلہ آگے بڑھ گیا اور آلِ رسولؐ کی لاشیں بے گوروکفن زمین گرم کربلا پر پڑی رہیں، چند دنوں کے بعد بنی اسد نے ان پر نمازیں پڑھیں اور انھیں سپردِ خاک کر دیا۔

صبح یازدھم

واقعہ یہ ہے کہ علی وفاطمہ کی بیٹیاں، رسول کریمؐ کی نواسیاں بے محمل وعماری کے ناقوں پر سوار کر کے دربارِ کوفہ میں داخل کی گئیں۔ پھر ایک ہفتہ انھیں کوفہ کے قید خانہ میں رکھا گیا۔ اس کے بعد ان غریبوں کو بتاریخ ۱۹ ربیع الاول ۶۱ھ

یومِ چہار شنبہ شام پہنچا دیا گیا اور وہاں ایک سال قید میں رکھا گیا۔ پھر وہاں سے رہائی کے بعد آلِ رسولؐ بتاریخ ۲۰ صفر ۶۲ھ کربلا ہوتے ہوئے ۸ ربیع الاول ۶۲ھ کو وارد مدینہ منورہ ہوئے۔

اِس اجمال کی مختصر الفاظ میں تفصیل یہ ہے کہ گیارھویں محرم یوم شنبہ کو شمر بن ذی الجوشن نے حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام سے کہا کہ اب تمھیں عورتوں اور بچوں سمیت دربار ابنِ زیاد میں چلنا ہوگا۔ جو کوفہ میں ہے۔ امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ میں ثانی زہراؑ سے عرض کرتا ہوں۔ چنانچہ انھوں نے پھوپھی سے عرض کی، زینب بنتِ علی کو جلال آگیا۔ لیکن فوراً بھائی کی وصیت یاد آگئی سر جھکا کر کہا، بیٹا ہر مصیبت برداشت کروں گی۔

پھر روانگی کا بندوبست شروع ہوگیا۔ بے محمل و عماری کے ناقوں پر سر برہنہ مخدرات عصمت و طہارت سوار کی گئیں، سروں کو بروایتے صندوقوں میں بند کیا گیا اور بروایتے نیزوں پر بلند کیا گیا، اور شہداء کے لاشوں کو زمینِ گرم پر چھوڑ کر قافلہ کوفہ کے لیے روانہ ہوگیا۔ بازارِ کوفہ میں داخلہ کے وقت حضرت زینب صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہا کی فریادی آواز کو ماند کرنے کے لیے باجوں کی آواز تیز کرادی گئی۔ بروایتے حضرت زینبؑ نے ماتم شروع کر دیا پھر ان کے ہاتھ پس گردن سے باندھ دیے گئے۔ کوفہ میں داخلہ ہوا۔ بازار کوفہ میں حضرت زینب حضرت ام کلثوم، حضرت فاطمہ بنت الحسین اور حضرت امام زین العابدینؑ نے زبردست تقریریں کیں۔ اور واقعہ پر بھرپور روشنی ڈالی۔ دارالامارہ کے دروازے پر سرِ مسلم بن عقیل علیہ الرحمۃ لٹکا ہوا دیکھا گیا۔ ابنِ زیاد نے مختار کو قید خانے سے بلایا اور سرِ حسینؑ طشت طلا میں رکھ کر اُن کے سامنے لایا گیا، پھر چھڑی سے دندانِ مبارک امام حسینؑ کے ساتھ بے ادبی کی گئی۔ ایک ہفتہ قید خانہ کوفہ میں مخدرات عصمت و طہارت کو قید رکھنے کے بعد حسینی قافلہ کو شام کے لیے روانہ کر دیا گیا۔ جو بروائتے ۲۶ دن میں اور بروایتے ۱۶ ربیع الاول ۶۱ھ یوم چہار شنبہ وارِدِ شام ہوا۔ جب شام کے پایۂ تخت یعنی دمشق میں جہاں یزید کا دربار لگتا تھا۔ داخلہ کا موقع آیا تو تین دن تک اِس قافلہ کو "باب الساعات" پر ٹھہرایا گیا کیونکہ دربار کے سجنے میں تین دن کی ضرورت باقی تھی، پھر دربار میں داخلہ ہوا، ہزارہا کرسی نشین آلِ محمدؐ کی مخدورات کا تماشہ دیکھنے کے لیے جمع تھے۔ یزید نے حضرت زینب سے کلام کرنا چاہا۔ جناب فضہ نے مزاحمت کی، پھر یزید کی طعنہ زنی پر بنتِ علی نے دُکھ درد سے بھرے ہوئے الفاظ میں زبردست تقریر کی، دربار میں ہلچل مچی اور مخدورات عصمت و طہارت کو ایسے قید خانہ میں بھیج دیا گیا جس میں دُھوپ اور شبنم سے بچاؤ کا کوئی انتظام نہ تھا۔ پھر امام زین العابدین نے مسجدِ دمشق میں یادگار خطبہ دیا جو اذان کے ذریعہ سے منقطع کرا دیا گیا۔ (بحار جلد ۱۰ ص ۲۳۳)۔

الغرض یہ حسینی قافلہ تقریباً ایک سال اِس قید خانے میں پڑا رہا۔ اِسی دوران میں حضرت سکینہ